OPEN ACCESS
AL-EHSAN
ISSN(E) 2788-0458
ISSN(P) 2410-1834
www.alehsan.gcuf.edu.pk
PP: 66-88

رسائلِ مجددیہ کا اجمالی تعارف و جائزہ

A Brief Introduction and Review of Rasail-e-Mujadidiah

Hafsa Arif

M.Phil Scholar, Department of Islamic Studies,

Govt. College University, Faisalabad.

Prof. Dr. Humayun Abbas Shamas

Principal College of Oriental Languages,

Govt. College University, Faisalabad.

Abstract
Sheikh Ahmad Sirhindi (رحمتہ اللہ علیہ) was the meditator, exegete and revivalist of tenth century. Who played a vital role for the excellence and audacity of Islam in the sub-continent. At times when Akbari Religion and other passive innovations disfigured the basics of Islamic values, he worked for the revivalism of Islam desperately and valiantly. He worked in an ebullient manner and performed firmly against the tribulations and persecution in Akbari era. His scholarly writings and intellectual dissertations played an important role in social and religious reforms. These dissertations are a proof of his efforts in that era. The intellectual content of Sirhindi's dissertations includes important discussions on Qur'anic exegeses, Hadith interpretation, theological and spiritual thoughts.
In this article a discussion has been made about the introduction, content, and methodology of his eight dissertations written in the Persian and Arabic languages
Keywords: Sheikh Ahmad Sirhindi, Intellectual Dissertations, Revivalism, Exegeses, Hadith Interpretation, Mujaddid Alf Thani, Sufi Literature, Theology.

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دینِ اسلام کے احیاء اور اسلامی اقدار کی ترویج و اشاعت میں ایک نئی روح پھونکی جس میں آپ کی تصانیف کا بہت اہم کردار ہے۔ آپ نے مکتوبات اور دیگر رسائل کو نہ

صرف عوام الناس بلکہ حکمران طبقہ، علماء و صوفیہ کی اصلاح کی خاطر تالیف فرمایا۔ آپ کا تمام تصانیف میں مجموعی طور پر اسلوب عالمانہ اور داعیانہ رہا ہے۔ آپ کا مقصد صرف اور صرف اصلاحِ عقائد اور تطہیرِ فکر تھا۔ کیونکہ عہدِ اکبری فتنوں کی یورش کا دور تھا اس لیے ضروری تھا کہ ان کی بیخ کنی کی جائے۔ حضرت مجددؒ کا یہ عظیم کارنامہ ہے کہ انہوں نے ان تمام فتنوں کی نشاندہی کرتے ہوئے ان کا قلع قمع کیا اور تمام تصانیف میں آپ نے اللہ رب العزت کی بارگاہ میں حمد و ثنا اور نعتِ رسول پاک سے آغاز کیا۔ ہر عنوان میں قرآن و احادیث اور ائمہ کی آراء سے بطور دلیل استفادہ کیا۔ آپؒ کے تجدیدی کارنامے کئی اعتبار سے منفرد اور اہم ہیں۔ لشکر شاہی میں اثر و رسوخ کا استعمال، عامۃ الناس کو امورِ شریعت سے آگاہی اور تصنیفی کام سے کارِ تجدید کو آگے بڑھایا۔ اس مقصدِ عظیم کی تکمیل کے لیے آپؒ کی تصانیف پیش خیمہ ہیں اور تصانیف میں مکتوبات [1] کے علاوہ درج ذیل رسائل ہیں:

اثباۃ النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، رد روافض، تحقیق الکلمۃ الطیبہ، مبدأ و معاد، معارفِ لدنیہ، حواشی شرح رباعیات، مکاشفاتِ عینیہ، چہل حدیث۔

درج بالا مطبوعہ رسائل کو ایک مجموعہ کی صورت میں بھی یکجا کیا گیا ہے سب سے پہلے یہ تمام رسائل اصل متن کے ساتھ ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور سے "رسائل مجددیہ" کے نام سے مجموعہ کی صورت میں شائع ہوئے۔[2] اس کے بعد صرف اردو ترجمہ کے ساتھ علامہ غلام مصطفی مجددی نے اسے مرتب کیا، جو کہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور سے "رسائل مجدد الف ثانی" کے نام سے ایک مجموعہ شائع ہوا۔ یہ رسائل اپنے مندرجات اور اسلوب کے اعتبار سے منفرد حیثیت رکھتے ہیں۔ ان کا اجمالی تعارف ذیل میں درج کیا گیا ہے۔

(۱) اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ

یہ رسالہ عربی زبان میں تحریر کیا گیا ہے۔ اس کا پورا نام "اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ" ہے۔ یہ رسالہ تقریبا ۹۹۰ھ میں بعد تکمیل علومِ مروجہ حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تحریر کیا۔ یہ رسالہ ایک مقدمہ اور دو مقالوں پر مشتمل ہے۔ حضرت مجددؒ نے اس رسالے میں میں اپنے عہد کی سیاست کے کھوکھلے پن کو طشت از بام کیا اور مثبت و دلنشیں انداز میں نبوت کی ضرورت اور افادیت کو واضح کیا۔[3]

سببِ تالیف

اکبری دور میں کلمہ طیبہ کے الفاظ میں ردوبدل کرنے کے علاوہ نبوت، معین فرد کی نبوت اور دیگر متعلقاتِ نبوت کے بارے میں شک وشبہ پیدا کرنے کی کوشش کی گئی۔ امام ربانیؒ نے اس رسالہ کے تحت مقامِ نبوت اور دیگر متعلقاتِ نبوت کو کو واضح کیا اور ان کے شکوک وشبہات کا خاتمہ فرمایا. آپؒ نے اس رسالہ کا سببِ تالیف یوں بیان کیا ہے:

"جب یہ بات میری سمجھ میں آگئی اور دل میں راسخ ہو گئی کہ مجھے کوئی تقریر و تحریر ایسی کرنی چاہیے جس سے ان کے شکوک وشبہات کا ازالہ ہو جائے تب اس کام کو میں نے اپنے اوپر حق واجب اور فرض لازم قرار دیا جو ادا کیے بغیر ساقط نہیں ہو سکتا۔ پس میں نے ایک رسالہ مرتب کیا جس میں نبوت کے معنی اور اس کے اثبات اور پھر خاتمے کے لیے نبوت کے ثبوت کے بارے اور منکرین آخرت کے شبہات کے رد اور فلسفے کی مذمت میں ایک مقالہ لکھا اور ان علوم کی ممارست اور ان کتب کے متعلق نقصانات سے متعلق انہی کتب سے استفادہ کر کے اللہ کی مدد سے جو اس ناچیز کی سمجھ میں آیا۔ "(4)

منہج واسلوب

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس رسالہ کا آغاز حمدِ باری تعالیٰ اور نعتِ رسول پاک ﷺ سے کیا اور طویل دعائیہ کلمات سے اپنے رسالے کو مزین فرمایا۔ آپ نے اپنے رسالے میں تمام عنوانات کے پیشِ نظر قرآن و احادیث سے استنباط و استدلال کیا۔ آپ نے اس رسالہ میں داعیانہ انداز استعمال کیا۔ اثبات النبوۃ کے حوالہ سے فلاسفہ کے دلائل کا جواب دیتے ہوئے انتہائی ٹھوس اور قوی دلائل سے استدلال کیا۔ اس کے علاوہ آپؒ نے اس میں متکلمین کی آراء کا جائزہ پیش کرتے ہوئے کلامی اسلوب کے ذریعہ سے ان کا رد کیا۔ (5)

رسالہ کے اہم مباحث

یہ رسالہ دو مقالات اور ایک مقدمہ پر مشتمل ہے اور مقدمہ میں دو مباحث ہیں۔ ایک معنی نبوت اور دوسری معجزہ اور اس کے متعلقات پر متکلمین کی آراء کا جائزہ لیا گیا ہے۔ اس کے بعد دو مقالات ہیں۔ پہلا مقالہ دو ابحاث پر مشتمل ہے۔ ایک نبی کریم ﷺ کی بعثت، حقیقت نبوت اور مخلوق کو اس کی ضرورت جیسے مسائل پر ہے۔ جبکہ دوسری بحث خاتم الانبیاء ﷺ کی نبوت کے اثبات میں ہے۔ اور دوسرا مقالہ فلاسفہ کی مذمت اور ان کے علوم کے مطالعہ سے ہونے والے نقصانات کا جائزہ پر لکھا گیا تھا لیکن وہ مقالہ قلمی نسخوں میں موجود نہیں۔ (6)

خصائص

- خطابی وکلامی اسلوب
- اسلوب حکیم
- پختہ اور قوی تراکیب کا استعمال

ایجاز و اطناب یعنی حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ ایسا کوئی موضوع زیر تحریر نہیں لاتے جو کہ افادیت کے بغیر ہو، کبھی آپ اشارۃً بات کرتے ہیں اور کبھی علماء اور صالحین کے اقوال و فرمودات پر ہی اکتفا کرتے ہیں۔

عمیق مطالعہ و دور اندیشی یعنی رسالے میں اکثر مواقع پہ دقت رسی پائی جاتی ہے اور عمیق مطالعہ کے بعد اپنے خیالات و معلومات کو تحریر کا جامہ پہناتے ہیں۔

قرآنی آیات و احادیث سے استدلال و استشہاد

ہر شخصیت کے شایانِ شان القابات کا استعمال

رسالہ میں الفاظ و تراکیب کا حسین امتزاج (7)

ماخذ و مصادر

رسالہ اثبات النبوۃ کے اہم ماخذ و مصادر میں کتب صحاح ستہ کے علاوہ المنقذ من الضلال، احیاء علوم الدین، المطالب العالیہ، شرح المواقف شامل ہیں۔ آپ نے ان مصادر سے استفادہ کرتے ہوئے ایک خاص ترتیب کو ملحوظِ خاطر رکھتے ہوئے علمی و فکری نکات کا اضافہ کیا۔(8) مزید برآں اس رسالہ میں مسند احمد، مستدرک حاکم، مؤطا امام مالک، مسند ابی یعلی، الطبقات الکبری، تفسیر القرآن العظیم، الکشف والبیان عن تفسیر القرآن، مفاتیح الغیب، البحر المحیط فی التفسیر، جامع البیان عن تاویل ای القرآن، حلیۃ الاولیاء وغیرہ سے بھی استفادہ کیا گیا۔

قلمی نسخے و تراجم

اس رسالہ کے قلمی نسخے حضرت مجدد الف ثانیؒ کے دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ بعض جگہ موجود ہیں مثلاً رباطِ مظہریہ مدینہ منورہ، مولانا محمد صادق مجددی، حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہ سراجیہ کندیاں ضلع میانوالی، خانقاہِ مظہریہ دہلی وغیرہ۔ پہلی مرتبہ اس رسالہ کا عربی متن مع اردو ترجمہ ۱۳۸۳ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہوا۔ اس کے بعد عربی

متن ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع ہوا۔[9] اس کے علاوہ امام احمد رضا خان کی تعلیقات کے ساتھ عربی متن دار الشفقة استنبول سے ۱۴۰۰ھ میں شائع ہوا۔ علامہ مفتی ظہور احمد جلالی کے قلم سے لکھا گیا صرف اردو ترجمہ شیر ربانی پبلی کیشنز لاہور سے ۲۰۰۵ء میں شائع ہوا۔ صرف اردو ترجمہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور سے ۲۰۰۹ء میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ طبع ہوا۔ ۲۰۱۹ء میں ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کی تحقیق کے ساتھ اس کا عربی متن مع اردو ترجمہ و تخریج پروگریسو بکس لاہور سے شائع ہوا۔

(۲) ردِ روافض

یہ رسالہ فارسی زبان میں حضرت مجدد الف ثانیؒ نے دسویں صدی ہجری کے آخر میں تحریر فرمایا۔ یہ رسالہ آپؒ نے سلسلہ نقشبندیہ کی نسبت سے قبل، اثبات النبوہ کے بعد اور رسالہ تہلیلیہ سے پہلے تالیف فرمایا۔ اس طرح اس رسالہ کو آپ کی پہلی فارسی تصنیف ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اس رسالے کا نام اکثر مقامات پر ردِ مذہب شیعہ بھی درج ہے۔[10]

سببِ تالیف

ماوراء النہر کے علماء نے روافض کے رد میں ایک رسالہ لکھا۔ شیعہ علماء نے اس رسالہ کا جواب لکھا اس کے بعد حضرت مجدد الف ثانیؒ کا یہ رسالہ ان کے اس جواب کے رد میں لکھا۔ حضرت مجددؒ خود تحریر کرتے ہیں کہ "روافض کے اس رسالہ میں خلفائے ثلاثہ کی تکفیر اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی ذم و تشنیع کی گئی۔ اور امراء و سلاطین کی مجالس میں ان مغالطات کو شہرت مل رہی تھی۔ حتیٰ کہ مجالس میں ان مقدمات کو رد کرتے رہے لیکن دل کو تسلی نہ ہوئی اور دل کا قرار اسی صورت میں تھا کہ ان بدکیشوں کے مطالب کا ابطال جب تک قیدِ کتابت میں نہ آئے گا، نفع عام نہ ہو گا پس میں نے ان کے مقاصدِ فاسدہ اور عقائد کاسدہ کی تردید کی جو اس رسالہ میں وارد تھے۔"[11]

منہج و اسلوب

یہ رسالہ روافض کے تحریر کردہ رسالہ کی تردید میں لکھا گیا ہے اس لیے آپؒ نے اس میں سب سے پہلے روافض کے گروہوں کا تذکرہ کیا اس کے بعد آپ نے علمائے ماوراء النہر کا فتویٰ نقل کیا، پھر شیعہ حضرات کے جواب اور اس کے جواب میں علمائے ماوراء النہر کی تائید میں دلائل و براہین سے اسلامی عقائد و نظریات کو ثابت کیا۔ آپ نے روافض کے عقائد و نظریات کو رد کرتے ہوئے ان الفاظ

"ہم مقدمہ ممنوعہ کو ثابت کرتے ہوئے کہتے ہیں" کے ساتھ اس کا جواب تحریر کیا۔ آخر میں تحشیہ کے نام سے اہم مباحث ذکر کیے۔ (12)

رسالہ کے مباحث

اس رسالہ میں مذکورہ عناوین درج ذیل ہیں:

شیعہ فرقے، ان کے عقائد کا بیان اور ان کی تاویلاتِ باطلہ، علمائے ماوراء النہر کی دلیل اور شیعوں کی جانب سے اس کا جواب، حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کا قولِ فیصل، اجتہادی امور میں صحابہ رضی اللہ عنھم کا اختلاف، صحابہ کا دفاع، شانِ خلفائے ثلاثہ، صدیق اکبر کی صحابیت، حضرت علیؓ کی بشارت، شیعہ کا قتال واخذِ اموال، مقام امیر معاویہ، مشاجراتِ صحابہ، شانِ صدیقہؓ پر اعتراض، مناقبِ اہل بیت جیسے اہم مباحث ذکر کیے گئے ہیں۔ (13)

خصائص

- قرآن وحدیث سے استنباط واستدلال
- علمائے ماوراء النہر کے دلائل سے استنباط
- ائمہ کی آراء سے استفادہ
- سوالیہ انداز میں اعتراضات کا جواب
- کلامی اسلوب

مآخذ ومصادر

امام ربانیؒ نے اس رسالہ میں درج ذیل مصادر سے استفادہ کیا:

i. کتبِ احادیث: صحاح ستہ کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند اسحاق، مسند احمد، مستدرک حاکم، السنن الکبری، شرح السنۃ، السنۃ، المعجم الکبیر، دار قطنی

ii. کتبِ تفاسیر: تفسیر بیضاوی، مفاتیح الغیب، تفسیر ثعلبی

iii. دیگر کتب: الصواعق المحرقۃ، لسان المیزان، فضائل الصحابۃ، منہاج السنۃ، تاریخ دمشق

iv. اقوالِ تابعین وائمہ

v. اشعار

قلمی نسخے وتراجم

اس رسالہ کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈوسائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں۔ اس کا فارسی متن مکتوباتِ شریف فارسی کے آخر میں اکثر مطابع نے شائع کیا ہے۔ فارسی متن ڈاکٹر غلام مصطفی خان کے اردو ترجمے کے ساتھ حشمت علی خان نے ۱۳۸۴ھ میں رام پور بھارت سے شائع کیا۔ پھر ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۹۶۴ء میں صرف فارسی متن اور ۱۳۸۸ھ میں صرف اردو ترجمہ علیحدہ علیحدہ شائع کیا۔ شاہ ولی اللہ محدثؒ نے اس رسالہ کی شرح لکھی جس کے قلمی نسخے کا کچھ حصہ مولانا مہدی حسن شاہ جہانپوری کے پاس موجود تھا۔[14] اس کے علاوہ حکیم غلام قادر امر تسری کا لکھا ہوا اردو ترجمہ ۱۹۵۸ء میں الکتاب ناشر لاہور سے شائع ہوا۔ ۲۰۲۰ء میں فارسی متن مع اردو ترجمہ مدنی کتب خانہ لاہور سے آن لائن اشاعت ہوئی۔

(۳) تحقیق الکلمۃ الطیبہ

اس رسالہ کا نام "تحقیق در کلمہ طیبہ" ہے اسے اسرار التوحید بھی کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ رسالہ "کلمہ طیبہ" کی تفسیر ہے اس لیے تفسیر ہونے کی بنا پر اسے تہلیلیہ کہا گیا ہے۔[15] ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس نے تہلیلیہ کے محققہ نسخہ کے مقدمہ میں رسالہ کے نام سے متعلق لفظی اختلاف کو بیان کرنے کے بعد واضح کیا ہے کہ چونکہ یہ رسالہ عربی زبان میں ہے اس لیے اس کا اصل نام "تحقیق الکلمۃ الطیبۃ" ہے۔[16]

یہ رسالہ ۱۰۰۷ھ بمطابق ۱۵۹۸ء میں تصنیف کیا گیا۔ یہ رسالہ اس وقت لکھا گیا جب آپؒ حضرت مخدومؒ سے عوارف وفتوحات اور فصوص کے حقائق ودقائق حل کر رہے تھے۔ علومِ ظاہری کی مروجہ کتابوں کی انتہا اور علومِ باطنی کی ابتدا کا دور تھا اور یہ ۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔[17] بعض افراد کے خیال میں آپؒ نے یہ رسالہ اپنے والدِ محترم کی وفات کے بعد تالیف کیا۔ ابو الحسن زید فاروقی کہتے ہیں کہ اس رسالہ کے مطالعہ سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ رسالہ سلسلہ تالیف وتحریر کا فاتحہ ہے۔[18]

سببِ تالیف

اکبری دور میں جس طرح دیگر فتنے پنپ رہے تھے وہیں جب کلمہ طیبہ کے الفاظ میں "لاالہ الا اللہ" کے بعد جزو ثانی "محمد رسول اللہ" کی جگہ "اکبر خلیفة اللہ" کا اضافہ کیا گیا تو یہ ضروری

تھا کہ کلمہ طیبہ کی تشریح و توضیح کی جائے۔ اس لیے حضرت مجد د الف ثانیؒ نے رسالہ تہلیلیہ کو بطور کلمہ طیبہ کی تفسیر تحریر کیا۔

سید زوار حسین اس رسالہ کا سببِ تالیف بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ جب دینِ اکبری کے فتنہ کی یورش تھی کہ جس کے تحت کلمہ طیبہ سے جزو رسالت حذف کر کے "محمدرسول اللہ" کی جگہ (نعوذ باللہ) "اکبر خلیفۃ اللہ" کو دے رہا تھا۔ انہی حالات سے متاثر ہوتے ہوئے حضرت مجد د الف ثانیؒ نے یہ رسالہ ۱۰۱۰ھ میں تالیف کیا۔ [19]

منہج و اسلوب

شیخ مجد د الف ثانیؒ نے ابتدا میں سوالیہ انداز اپنایا یعنی آپؒ نے یہ رسالہ کسی معترض کے اعتراضات کے جواب میں تحریر فرمایا۔ آپؒ نے "اگر آپ یہ کہتے ہیں" کے ساتھ اعتراض ذکر کیا اور اس کے بعد "ہم کہتے ہیں" کے ساتھ اس اعتراض کا جواب تحریر کیا۔ آپؒ نے یہ اسلوب ایک مرتبہ بالکل آغاز میں اپنایا۔ اور دوسری اور تیسری مرتبہ اسم جلالت کی تحقیق کے دوران اختیار کیا۔ اس سے مقصود صرف اصلاح تھی آپ کا یہ مقصد قطعاً نہ تھا کہ آپؒ کسی معترض کی ذات کو تنقید کا نشانہ بنائیں بلکہ آپؒ کا مقصد صرف اور صرف تطہیرِ فکر تھا۔ آپؒ کے انداز سے موعظت اور حکمت دونوں عیاں ہوتے ہیں آپؒ نے پہلے خرابی کی تشخیص کی اور پھر اس کا علاج بھی متعین کیا۔ [20] یہ رسالہ نہ صرف علماء بلکہ عوام الناس کے لیے بھی لکھا گیا ہے آپؒ نے اس میں اندازِ بیان انتہائی آسان اور سہل اختیار کیا۔

رسالہ کے مباحث

اس رسالہ میں موجود مباحث کو دو اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ جس طرح "کلمہ طیبہ" کے دو اجزاء ہیں اسی طرح اس کے عنوانات کو بھی دو اجزاء میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا جُز توحید، دوسرا جز رسالت پہلے جز میں یہ مباحث "وجودِ باری تعالیٰ، خبرِ لا کی بحث، لفظ اللہ کی صرفی اور لغوی بحث، لفظ اللہ کے لطائف عجیبہ، وجودِ باری تعالیٰ اور اس کے دلائل، فضائلِ کلمہ طیبہ" بیان کیے گئے ہیں۔

دوسرے جز میں یہ مباحث رسالتِ محمدی ﷺ، رسالتِ محمدی ﷺ کے دلائل، معجزۂ قرآنِ پاک فضائلِ نبی ﷺ بیان کئے گئے ہیں۔ [21]

خصائص

ڈاکٹر افتخار احمد نے رسالہ تہلیلیہ کے خصائص و اوصاف درج ذیل بیان کیے ہیں۔

- قرآنی آیات واحادیثِ نبویہ ﷺ سے استشہاد
- اقوال کے مابین مقارنہ اور ان سے استدلال
- لغوی ونحوی مباحث
- دقتِ بالغہ اور ایجاز شدید
- خطابی اور تقابلی اسلوب
- مصادرِ اصلیہ سے استشہاد واستدلال
- لفظ اور صورت میں موافقت (22)

رسالہ کے ماخذ ومصادر

امام ربانیؒ نے جن کتب سے استفادہ کیا ان کے کے نام درج ذیل ہیں:

i. کتبِ احادیث: صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن ترمذی، مسند احمد، مسند بزار، مسند ابی یعلی، شرح السنہ، متدرک حاکم

ii. کتبِ تفاسیر: انوار التنزیل، حاشیہ کشاف

iii. کتبِ علمِ کلام: شرح المواقف

iv. کتبِ تصوف: تصانیفِ ابن عربی، الفصوص

v. کنز الحقائق، سیر اعلام النبلاء

vi. مکتوباتِ عبد القدوس گنگوہی

vii. اشعار

اس رسالہ میں کل تین اشعار نقل کیے گئے ہیں جن میں سے دو فارسی اور ایک عربی کا ہے۔ درج بالا مصادر کے علاوہ مفاتیح الغیب سے بھی اس رسالے میں استفادہ کیا گیا ہے مزید بر آں ابو حیان اندلسیؒ اور ابن حاجبؒ ان کی کسی کتاب کے نام کے بغیر ذکر کیا۔ (23)

قلمی نسخے وتراجم

اس رسالہ کے قلمی نسخ بعض مقامات پر موجود ہیں۔ ان میں سے ایک مولانا حافظ محمد ہاشم کشمی مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد اور دوسرا خانقاہ سراجیہ کندیاں میں موجود ہے۔ قلمی نسخوں کے علاوہ اس کے چند تراجم بھی تحریر کیے گئے ہیں۔ پہلی مرتبہ اس رسالہ کا عربی متن مع اردو ترجمہ ۱۳۸۴ھ میں ادارہ مجددیہ

کراچی سے شائع ہوا۔ اس کے بعد عربی متن ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور سے ۱۳۸۵ھ میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع ہوا۔[24] اس کے علاوہ علامہ عبدالحکیم خان اختر شاہ جہانپوری کے قلم سے لکھا گیا صرف اردو ترجمہ مرکزی مجلس امامِ اعظم لاہور سے ۱۹۹۶ء میں شائع ہوا۔ صرف اردو ترجمہ قادری رضوی کتب خانہ لاہور سے ۲۰۰۹ء میں دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ طبع ہوا۔ ۲۰۱۰ء میں ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس کی تحقیق کے ساتھ اس کا عربی متن مع اردو ترجمہ تصوف فاؤنڈیشن لاہور سے شائع ہوا۔

(۴)مبدا و معاد

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے متفرق مضامین کا مجموعہ ہے جس میں اسرار و رموز کے انتہائی لطیف نکات بیان کیے گئے ہیں۔ سید زوار حسین تحریر کرتے ہیں کہ یہ ایک پر فضیلت رسالہ ہے جس میں حضرت مجددؒ نے لطیف اور خوش آئند اشارات اور تحقیق و بلند مرتبہ اسرارورموز بیان فرمائے۔ جن کو سمجھنا نہ صرف عوام الناس بلکہ خواص کے لیے بھی سمجھنا مشکل ہے مگر اللہ کے خاص فضل و عنایت جس بندہ پر ہوں اس پر اس کی تفہیم کے دروا ہو جاتے۔ تو وہ ان اسرارورموز کو کچھ سمجھ سکتا ہے۔ مزید یہ کہ یہ رسالہ حضرت مجددؒ کے متفرق مضامین کا مجموعہ جن کو حضرت مجددؒ نے اپنے شیخ حضرت خواجہ باقی باللہؒ کی خدمت میں ۱۰۰۸ھ میں حاضر ہو کر طریقہ نقشبندیہ کے حصول اور تقریباً دس سال بعد تک بعض کشف و حقائق کے وصول کے اظہار میں وقتاً فوقتاً تحریر فرمایا۔ اس کے بعد حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کے خلیفہ حضرت مولانا صدیق کشمیؒ نے ان مضامین کو ۱۰۱۹ھ میں مرتب فرما کر ان کو "منھا" کا عنوان دیتے ہوئے ایک عنوان کو دوسرے سے ممتاز کیا۔ ان "منھا" کی تعداد ۶۱ ہے۔[25]

ڈاکٹر ہمایوں عباس لکھتے ہیں کہ درحقیقت ان منھا کی تعداد ۶۰ ہے مگر ان کے جامع محمد صدیق کشمیؒ نے آخر میں اپنی طرف سے حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کی تحریروں میں بظاہر نظر آنے والے تضاد کے متعلق جو لکھا اسے منھا ۶۱ لکھ دیا۔[26]

منہج و اسلوب

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے تصوف کے اسرار و رموز کو بڑے ہی جامع اور مدلل انداز میں بیان کیا ہے۔ اس کے لیے آپ کا طریقہ تحریر یہ رہا ہے کہ آپ نے تمام عناوین کے تحت قرآنی آیات اور احادیثِ نبویہ ﷺ سے استنباط و استدلال کیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے سوالیہ انداز بھی تیار کیا ہے

کہ آپ نے حکماء اور متکلمین کے اعتراضات کا جواب بہت مدلل انداز سے پیش کیا۔ اس کے علاوہ آپ نے ائمہ کی آراء کو بھی نقل کیا ہے اور اس میں سے سب سے صحیح قول کو بھی واضح کیا ہے۔ فقہ کے مختلف اختلافی مسائل کے بارے میں فقہاء کے دلائل کو پیش کرتے ہوئے ان میں سے اکثر مقامات پر امام شافعیؒ کے قول کو ظاہراً ترجیح دی ہے لیکن ان کا باطن مذہبِ حنفی کی تائید کرتا ہے۔(27)

رسالہ کے مباحث

ڈاکٹر افتخار احمد رسالہ کے ۶۱ عنوانات کو ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں کہ رسالے میں مذکورہ ۶۱ منہا کے مختلف عناوین کا موضوعاتی اعتبار سے جائزہ لینے سے درج ذیل چھ نکات سامنے آتے ہیں۔

i. جذبہ ٔسلوک کا حصول، اس کے مختلف مراحل و مناظر اور متعلقات کا ذکر
ii. وحدت الوجود اور وحدت الشہود کی توضیح و تشریح
iii. اتباعِ رسول ﷺ ہی تمام غایتوں کی غایت اور اصول کی اصل
iv. روح اور عقلِ معاد
v. امامِ اعظم ابو حنیفہؒ اور فقہ حنفی کی فضیلت واہمیت
vi. کلمہ طیبہ کی فضیلت، بعض قرآنی آیات کی وضاحت اور متشابہات کی تاویل۔(28)

خصائص

- قرآنی آیات اور احادیثِ مبارکہ سے استشہاد
- فارسی اشعار کا برموقع استعمال
- سوالات اور اعتراضات بیان کرنے کے بعد بہت ایجاز کے ساتھ جواب تحریر فرمائے
- تمام روحانی کمالات و اسرار کا خوش اسلوبی سے بیان کرنا
- اکابرین معرفت کے مقام و فضیلت کی وضاحت کرنا
- فقہی مباحث اور ائمہ کی آراء

ماخذ و مصادر

امام ربانیؒ نے اس رسالہ میں درج ذیل مصادر سے استفادہ کیا:

i. کتبِ احادیث: صحاح ستہ کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، مستدرک حاکم، السنن الکبری، المعجم الکبیر، مسند شھاب، شعب الایمان، مسند ابی یعلی، سنن دار قطنی

ii. کتبِ تفاسیر: تفسیر مقاتل بن سلیمان، غرائب القرآن، تفسیر بغوی، تفسیر در منثور، جامع البیان

iii. دیگر کتب: تاریخ دمشق، حلیۃ الاولیاء، لطائف الاشارات، عوارف المعارف، فصوص الحکم، بحر الفوائد المشہور بمعانی الاخبار

iv. اشعار

قلمی نسخے و تراجم

اس رسالہ کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہ سراجیہ کندیاں میں۔ اس رسالے کا پہلا عربی ترجمہ شیخ مراد مکیؒ نے کیا جو مکتوبات کے عربی ترجمہ کے حاشیہ پر شائع ہوا۔ مطبوعہ نسخوں میں سے قدیم فارسی نسخہ ۱۳۰۷ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا۔ اس کے بعد مطبع مجددی امرتسر سے مولانا نور احمد امرتسری مرحوم کے زیرِ اہتمام ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔ پھر اسی ایڈیشن کو حکیم عبدالمجید سیفی نے ۱۳۷۶ھ میں شائع کیا۔ ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں صرف فارسی دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔ سید زوار حسین شاہ نے مختلف نسخوں کی مدد سے فارسی متن مع اردو ترجمہ شائع کیا۔ اردو ترجمہ علامہ پیرزادہ اقبال احمد فاروقی کا لکھا ہوا ۱۹۹۶ء میں مکتبہ نبویہ لاہور سے شائع کیا۔[29] اس کے علاوہ پیر محمد سعید احمد مجددی نے اس رسالہ کی جو شرح لکھی وہ علامہ محمد بشارت علی مجددی کی ترتیب کے ساتھ تنظیم الاسلامی پبلی کیشنز گوجرانوالہ نے ۲ جلدوں میں ۲۰۰۴ء میں شائع کی۔ ۲۰۰۹ء میں مکتبہ محمدیہ سیفیہ لاہور نے علامہ پیر محمد عابد حسین سلفی کے ترجمہ کے ساتھ شائع کیا۔ اس کا عربی ترجمہ مع احوالِ مجدد رحمہ اللہ علیہ، محمد مراد المنزلوی مکی اور حسین الدوسری نے ۲۰۰۷ء میں بیروت کے دارالکتب العلمیۃ سے شائع ہوا۔ جس کی تحقیق ڈاکٹر عاصم ابراہیم الکیالی نے کی۔

(۵) معارفِ لدنیہ

یہ رسالہ ۱۰۱۵ھ یا ۱۰۱۶ھ میں فارسی زبان میں حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ نے خود مرتب کیا۔ اس رسالے کا دوسرا نام "علوم الھامیہ" بھی ہے۔ اس میں آپ کے معارفِ خاصہ اور سلوک و طریقت کے اہم مباحث موجود ہیں۔ ہر موضوع کو "معرفت" کا عنوان دے کر ایک کو دوسرے سے

ممتاز کیا گیا ہے جن کی مجموعی تعداد ۱۴۱ ہے۔(30) سید زوار حسین لکھتے ہیں کہ اس دور کے مندرجات کے مطالعے سے یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ یہ آپ کے ابتدائی اور متوسط دور کی تالیف ہے۔(31)

سببِ تالیف

اس تالیف کا سبب بھی دراصل اصلاح تھا کیونکہ خام صوفیہ جاہ و منصب کی چاہ میں شریعتِ مطہرہ کو غلط رنگ میں پیش کر رہے تھے۔ چنانچہ حضرت مجددؒ نے ان کی اصلاح اور شریعتِ مطہرہ کے خلاف باتوں کے رد میں یہ رسالہ تالیف کیا۔ اور اس رسالہ کا مقصود یہ تھا کہ اس کے مطالعے کے بعد طالبانِ سلوک میں علمِ لدنی کے فہم کی صلاحیت نشوونما پاسکے۔(32)

منہج و اسلوب

اس رسالہ میں آپ نے عالمانہ و کلامی منہج اختیار کیا اور بعض مقامات پر سوالیہ انداز بھی اختیار کیا ہے یعنی بعض مقامات پر حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ خود سوال اٹھاتے ہیں اور خود اس کا جواب دیتے ہیں مثال کے طور پر وہ اس طرح تحریر کرتے ہیں کہ اگر کوئی کہے تو میں اس کا جواب یہ دے دوں گا اس انداز سے سوال کا جواب دیتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ قرآن و حدیث کے علاوہ ائمہ کی آراء سے دلائل پیش کرتے ہوئے رسالہ میں موجود مباحث کی محققانہ وضاحت کی ہے۔

رسالہ کے مباحث

یہ رسالہ بعض معارف و سلوک پر مشتمل ہے۔ اس میں زیادہ تر معرفتِ الٰہی کے پہلوؤں کو بیان کیا گیا ہے۔ اس میں شریعت و طریقت کی ہم آہنگی پر زور دیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ آپ نے اس میں جن اہم پہلوؤں کو آشکار کیا ان میں سے چند یہ ہیں۔

لفظ اللہ میں حروف تعریف کے اجتماع کی حکمت، سالک کی سیر کے انواع و مراتب، حقیقتِ محمدی ﷺ، صوفیہ اور متکلمین میں معرفت سے متعلق اختلاف، واجب تعالیٰ کے وجود کی تحقیق، سالک، مجذوب اور مجذوب سالک کے مراتب میں فرق، صورت ایمان اور حقیقتِ ایمان، طریقت سے شریعت کا تعلق، حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کا جذب و سلوک، حضور انور ﷺ کے فضائل، مراتبِ فنا وغیرہ۔(33)

خصائص

- قرآن و احادیث سے استنباط و استشہاد

- ائمہ ومشائخ کے اقوال سے استنباط
- اشعار کا استعمال
- سوالیہ انداز تحریر
- فلاسفہ اور متکلمین کی آراء کی تردید
- مثال سے بات سمجھانے کا انداز

مآخذ ومصادر

اس رسالہ میں امام ربانیؒ نے جن کتب سے استفادہ کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

i. کتبِ احادیث: صحاح ستہ ، مصنف عبدالرزاق، مصنف ابن ابی شیبہ ، مؤطا امام مالک، مسند احمد ، مسند دارمی، مستدرک حاکم، المعجم الکبیر

ii. کتبِ تفاسیر : غرائب القرآن

iii. تاریخ دمشق، سیر اعلام النبلاء، الرد الجھمیۃ،

iv. اشعار

قلمی نسخے وتراجم

اس رسالہ کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور پیر محمد شاہ احمد آباد بھارت کے کتب خانہ میں اس کا قلمی نسخہ موجود ہے۔ اس رسالہ کا پہلا عربی ترجمہ شیخ مراد مکیؒ نے کیا جو مکتوبات کے عربی ترجمہ کے حاشیے پر شائع ہوا۔ مطبوعہ نسخوں میں سے قدیم فارسی نسخہ ۱۳۰۷ھ میں مطبع انصاری دہلی سے شائع ہوا۔ اس کے بعد مطبع مجددی امر تسر سے مولانا نور احمد امر تسری مرحوم کے زیرِ اہتمام ۱۳۳۰ھ میں شائع ہوا۔ پھر اسی ایڈیشن کو حکیم عبدالمجید سیفی نے ۱۳۷۶ھ میں شائع کیا۔ ادارہ سعدیہ مجددیہ لاہور نے ۱۳۸۵ھ میں صرف فارسی دیگر رسائل کے مجموعے کے ساتھ شائع کیا۔ سید زوار حسین شاہ نے مختلف نسخوں کی مدد سے فارسی متن مع اردو ترجمہ شائع کیا۔ اردو ترجمہ علامہ پیر زادہ اقبال احمد فاروقی کا لکھا ہوا ۱۹۹۶ء میں مکتبہ نبویہ لاہور سے شائع کیا۔ نجدت طوسون نے اس کا ترکی ترجمہ ۲۰۰۵ء میں شائع کروایا۔ 34 اس کے علاوہ قاضی محمد عالم الدین نقشبندی نے اردو ترجمہ ملک فضل الدین، تاجران کتب قومی منزل نقشبندیہ لاہور سے طبع کروایا۔

(۶)حواشی شرح رباعیات

حضرت خواجہ باقی باللہؒ نے شریعت وطریقت اور معرفت وحقیقت کے سلسلے میں نہ صرف نثر کی صورت میں تحریر فرمایا بلکہ اشعار کی صورت میں بھی بہت سے اسرار و رموز کو بیان کیا۔ حضرت خواجہؒ نے ۱۰۰۷ھ میں بھی رباعیات کی شرح تحریر فرمائی پھر اس پر مزید تشریح وتوضیح کی اور حواشی حضرت مجدد الف ثانیؒ نے ۱۰۱۳ھ میں تحریر کیے۔ جنہیں حضرت مجددؒ نے خود حواشی کا نام دیا یہ رسالہ درحقیقت دو رباعیات کی شرح اور شرح الشرح کا مجموعہ ہے۔ اس کا اصل نام "سلسلۃ الاحرار" تھا جو شرح رباعیات کے نام سے مشہور ہوا۔(35)

سببِ تالیف

دسویں صدی ہجری میں توحیدِ وجودی کے نام پر غلط نظریات پائے جاتے تھے حضرت خواجہؒ نے اس میں ان غلط نظریات کی تصحیح فرمائی تاکہ عوام الناس گمراہی اور الحاد پرستی سے محفوظ ہو جائیں اور حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اپنی خداداد قابلیت سے کون و حصول، وجود و ثبوت، تنزلات و تعینات، ماہیات، صور علمیہ، صور محسوسہ، تجددامثال اور ہمہ اوست جیسی فکر و نظر سے ماوریٰ اصطلاحاتِ صوفیہ کو نہایت دلنشیں انداز میں سمجھایا اور انکی الحادی تعبیرات سے بچایا۔(36)

حضرت مجدد الف ثانیؒ نے اس کے حواشی لکھنے کے حوالے سے لکھا ہے کہ

> "ایک روز رسالہ "سلسلۃ الاحرار" میری نظر سے گزرا اور مطالعے سے میرے دل میں خیال گزرا کہ حضرت خواجہؒ کی خدمت میں یہ عرض کروں کہ وہ اس رسالہ کے علم کے بارے میں کچھ تحریر فرمائے اس فقیر کو حکم صادر کریں کہ وہ اس سلسلے میں کچھ لکھ سکے۔ یہ خیال کافی قوت پکڑ گیا تو اس کے ساتھ ہی اس مسودہ سے متعلق مزید علوم کا فیضان ورود ہوا۔ بہر حال اس سے اس کی بھی گنجائش ہے اور اگر بعض اقتباسات کو منتخب کر کے اس رسالہ سے رسالہ کے بعض علوم کی وضاحت ہوئی۔ اگر اس مسودہ کو تکملا تصور کر لیں تو ملحق کر دیں تو یہ صورت بھی ٹھیک ہے۔"(37)

منہج واسلوب

حمد ونعت کے بعد حضرت مجددؒ نے رباعیاتِ حضرت خواجہ باقی باللہؒ اور ان کی شرح کو نقل کرنے کے بعد قرآن وحدیث کی روشنی میں ان رباعیات کے عنوانات کی وضاحت فرمائی۔ اس کے بعد

ہر رباعی کی شرح کے اختتام پر اس کا مختصر خلاصہ بھی پیش کیا اور حاصل کلام میں "اگر کہیں گے کہ" کے بعد "تو میں کہتا ہوں کہ" کے الفاظ کے ساتھ سوالیہ انداز بھی اپنایا۔ اس کے اسرار و رموز کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا فہم عوام الناس تو درکنار خواص کی سمجھ سے بھی بالاتر ہے صرف فیضِ رب تعالیٰ سے ہی کچھ لوگ اس سے استفادہ کر سکتے ہیں۔

رسالہ میں مندرج مباحث

یہ رسالہ درج ذیل اہم مباحث پر مشتمل ہے:

صفاتِ بشری اولیائے کرام کے لیے حجاب بن جاتی ہے، حقیقتِ محمدی ﷺ، صوفیائے خام کی غلطیاں، وصولِ نہایت النہایت، صوفیہ اور علماء کے درمیان موافقت، توحیدِ وجودی اور اس کے مراتب۔(38)

خصائص

- شرح کے دوران قرآن واحادیث سے استنباط واستدلال
- اشعار کا برموقع استعمال
- سوالیہ طرز تحریر
- رسالہ کے اختتام پر ضمیمہ کا اہتمام
- ہر رباعی کے اختتام پر اس کا خلاصہ بحث

ماخذ و مصادر

امام ربانیؒ نے اس رسالہ میں جن کتب سے استفادہ کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

i. کتبِ احادیث: صحاح ستہ، مسند احمد، مسند اسحاق بن راہویہ

ii. الجامع الصغیر، الرد الجھمیۃ

iii. رباعیاتِ خواجہ باقی باللہ

iv. حلیۃ الاولیاء

قلمی نسخے

اس رسالہ کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، خانقاہ سراجیہ کندیاں اور رباط مدنیہ منورہ میں بھی اس کا قلمی نسخہ موجود

ہے۔ اس رسالہ کا فارسی متن مع اردو ترجمہ ۱۳۸۶ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے شائع ہوا۔ شاہ ولی اللہؒ نے اس کی بھی شرح لکھی جو "کشف الغین فی شرح رباعتین" کے نام سے مطبع مجتبائی دہلی سے ۱۳۱۰ھ میں شائع ہوئی۔

(۷) مکاشفاتِ عینیہ

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے ایسے مسودات پر مشتمل ہے جنہیں آپ نے مختلف مواقع پر تحریر کیا اور آپ کے بعد خلفاء نے انہیں محفوظ کر لیا تھا۔ بعض حضرات کے نزدیک اس رسالہ کو خواجہ ہاشم کشمی نے ۱۰۵۱ھ میں مرتب کیا جبکہ بعض کے نزدیک یہ رسالہ حضرت معصوم سرہندیؒ نے مرتب کیا۔(39)

پروفیسر اقبال مجددی نے "مقاماتِ معصومی" میں دلائل سے یہ ثابت کیا ہے کہ ان تحریروں کو حضرت معصومؒ نے حضرت مجدد الف ثانیؒ کی اجازت سے مرتب کیا اور یہ کہ خواجہ ہاشمی نے "زبدۃ المقامات" میں امام ربانیؒ کی تصانیف کے ذکر میں رسالہ مکاشفات غیبیہ کا نام درج کیا۔ جس سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہ رسالہ "زبدۃ المقامات" سے بھی قبل بصورت مسودہ موجود تھا اور انہیں اس سے نقل واقتباس کی اجازت تھی۔(40)

اس میں ہر عنوان کو دوسرے سے ممتاز کرنے کے لیے "مکاشفہ" کا نام دیا گیا ہے اس رسالے میں مکاشفات کی تعداد ۲۹ ہے۔ اس کے آخر میں چہل احادیث اور ۱۲ احادیث فضائلِ شیخین کے عنوان سے نقل کی گئی ہیں جن میں سے پانچ احادیث حضرت ابو بکرؓ کے فضائل اور سات حضرت عمرؓ کے فضائل سے متعلق ہیں۔(41)

منہج واسلوب

اس رسالہ میں دیگر رسائل کی طرح حمد و نعت سے آغاز کیا گیا ہے۔ اس کے بعد شجرہ نقشبندیہ، شجرہ قادریہ اور شجرہ چشتیہ کا ذکر کیا گیا ہے۔ ان کے ذکر کے بعد حضرت مجددؒ نے بعض خلفاء کو جو اجازت نامے عطا کیے تھے ان میں سے چند اجازت ناموں کو نقل کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں مکاشفہ کے نام سے حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کے معارف واسرار کو ذکر کیا گیا ہے۔ حضرت مجدد رحمہ اللہ علیہ کی یہ تحریریں قرآن واحادیث سے مستنبط ہیں۔

رسالہ کے مباحث

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے بعض مکاشفات اور معارف پر مشتمل ہے جن کی تفصیل کچھ یوں ہے: اکابر مشائخ کے مسالک ومقامات کا تذکرہ، قرآن مجید کے حروف کے کمالات، قرآنی آیات کی تشریح، ماہِ رمضان کی خیرات وبرکات، اللہ تعالیٰ کی ذات پر شیون کی زیادتی، توحیدِ شہودی و توحیدِ وجودی، احوالِ باطنیہ کی کیفیات، حقیقتِ محمدی ﷺ جیسے اہم مباحث ذکر کیے گئے ہیں۔[42]

خصائص

دیگر رسائل کے طرح اس رسالے میں بھی چند اہم منہجی واسلوبی خصوصیات پائی جاتی ہیں۔ مثال کے طور پر:

- قرآن واحادیث سے استشہاد
- فارسی اشعار کا بر موقع استعمال
- اہلِ معارف کے مسالک ومقامات کا تذکرہ
- مشائخ عظام کی آراء سے استنباط
- قرآنی آیات کی شرح

ماخذ ومصادر

اس رسالہ میں امام ربانیؒ نے جن کتب سے استفادہ کیا ان کے نام درج ذیل ہیں:

i. کتبِ احادیث: صحاح ستہ، مسند احمد، معجم الکبیر، مسند ابی یعلی، السنن الکبری، صحیح ابن خزیمہ، شرح السنہ، مستدرک حاکم، معجم الاوسط، الزھد والرقائق،

ii. کتبِ تفاسیر: مفاتیح الغیب، غرائب القرآن،

iii. حلیۃ الاولیاء، تاریخ دمشق، مجموع الفتاوی، منھاج السنہ، الشریعۃ، فضائل الصحابۃ

iv. الاحکام فی اصول الاحکام، البدایۃ والنھایۃ، نوادر الاصول فی احادیث الرسول

v. اشعار مولانا روم

قلمی نسخے وتراجم

اس رسالے کے بھی قلمی نسخے بعض جگہ موجود ہیں مثلاً حضرت مولانا حافظ محمد ہاشم مجددیؒ ٹنڈو سائیں داد ضلع حیدرآباد، رباط مظہریہ مدینہ منورہ۔ اس رسالے کا قدیم ترین نسخہ پیر محمد شاہ احمد آباد بھارت کے کتب خانہ میں موجود ہے۔ اس رسالے میں امام ربانیؒ کی مرتب کردہ چہل احادیث کو مولانا

عبد الشکور لکھنوی نے اردو ترجمہ و حاشیہ کے ساتھ چہل احادیثِ امام ربانیؒ کے نام سے اپنے مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ سے طبع کرا کر شائع کیا۔ ڈاکٹر مصطفی خان کی کاوشوں سے فارسی متن مع اردو ترجمہ ۱۳۸۴ھ میں ادارہ مجددیہ کراچی سے یہ رسالہ شائع ہوا۔ اس کا ترکی زبان میں Necdet Tosun کا ترجمہ شدہ رسالہ ۲۰۰۶ء میں استنبول سے شائع ہوا۔ (43) اس کے علاوہ امام ربانیؒ کی مرتب کردہ چہل احادیث کو ڈاکٹر ہمایوں عباس شمس کی تحقیق و تخریج کے ساتھ " چہل حدیث " کے نام سے تحقیقات لاہور سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوئیں۔

(۸) چہل حدیث

یہ رسالہ حضرت مجدد الف ثانیؒ کے رسالہ مکاشفاتِ عینیہ میں مکاشفات کے بعد نقل کردہ ۴۰ احادیث پر مشتمل ہے۔ جسے ڈاکٹر ہمایوں عباس نے ۲۰۰۸ء میں ایک کتابی صورت میں ترجمہ و تخریج کے ساتھ مرتب کیا جو تحقیقاتِ لاہور سے شائع ہوا۔

منہج و اسلوب

اس رسالہ کے مقدمہ میں ڈاکٹر ہمایوں عباس نے امام ربانیؒ کی نقل کردہ چہل احادیث کے منہج کا ذکر کیا ہے کہ آپؒ نے صرف متفق علیہ احادیث کو نقل کیا ہے اور ہر حدیث کے بعد متفق علیہ لکھا۔ یہ رسالہ اردو اور انگریزی ترجمہ پر مشتمل ہے اس کے علاوہ اس میں تمام احادیث کی تخریج بھی کی گئی ہے۔ ہر حدیث کو مناسب عنوان بھی دیا گیا ہے۔ (44)

رسالہ کے مباحث

یہ رسالہ تمام اہم موضوعات پر مشتمل ہے یعنی عقائد، عبادات، معاملات، اخلاقیات سے متعلقہ احادیث پر مشتمل ہے۔

خصائص

- محدثانہ اسلوب
- احادیث کا اردو و انگریزی ترجمہ
- احادیث کی تخریج
- احادیث کے مطابق مناسب عناوین کا اہتمام

مآخذ و مصادر

اس رسالہ میں امام ربانی نے صحاح ستہ سے احادیث نقل کی ہیں اس کے علاوہ مصنف ابن ابی شیبہ، مسند احمد، مؤطا امام مالک، سنن دارمی، السنن الکبری سے استفادہ کیا۔

قلمی نسخہ

سب سے پہلے مولانا عبد الشکور لکھنوی نے امام ربانیؒ کی نقل کردہ ۴۰ احادیث کو اردو ترجمہ و حاشیہ کے ساتھ چہل احادیثِ امام ربانیؒ کے نام سے اپنے مطبع عمدۃ المطابع لکھنؤ سے طبع کرا کر شائع کیا۔ اس کے بعد ڈاکٹر ہمایوں عباس کی تحقیق و تخریج کے ساتھ تحقیقات لاہور سے ۲۰۰۸ء میں شائع ہوا۔

نتائج

1. مجدد الف ثانیؒ کا طریقہ استدلال محدثین کی طرز پر ہے۔
2. رسائل مجددیہ میں کل احادیث کی تعداد ۱۸۱ ہے جن میں ۲۴ مکرر احادیث ہیں۔ ان کو نکالنے کے بعد ۱۵۷ احادیث باقی رہ جاتی ہیں۔
3. صحت کے اعتبار سے صحیح احادیث ۹۳، حسن ۲۱، ضعیف ۲۵ اور موضوع ۱۸ ہیں۔

سفارشات

1. مکتوباتِ امام ربانیؒ کی طرح رسائل مجددیہ میں موجود مباحث کو منظر عام پر لانے کی ضرورت ہے۔
2. احادیث نبویہ سے اخذ و استنباط کے حوالہ سے صوفیہ کرام کے منہج کو واضح کیا جانا چاہیے۔

حوالہ جات و حواشی

1۔ مکتوباتِ امام ربانیؒ کے تعارف، مندرجات اور موضوعاتی جہت کے اعتبار سے اہمیت جاننے کے لیے درج ذیل مصادر ملاحظہ فرمائیں: جہانِ امام ربانیؒ از ڈاکٹر مسعود احمد، تذکرہ مجدد الف ثانیؒ از مولانا منظور نعمانی، حضرت مجدد الف ثانیؒ از سید زوار حسین، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات از ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، ارمغانِ امام ربانی مرتبہ ڈاکٹر ہمایوں عباس، مکتوباتِ امام بانی کے ماخذ از ڈاکٹر ہمایوں عباس، اس کے علاوہ تحقیقی مقالات میں "مکتوباتِ مجدد الف ثانیؒ: تخریج احادیث، مقالہ نگار: محمد بابر بیگ مطالی، نگرانِ مقالہ: پروفیسر ڈاکٹر بشیر احمد صدیقی، ادارہ علومِ اسلامیہ، پنجاب یونیورسٹی، لاہور، ۱۹۹۴ء"، "مکتوباتِ امام ربانیؒ کی تاریخی تعیین از مقالہ نگار: محمد انصار بن عبدالجبار خان مسلم راجپوت،، نگرانِ مقالہ: پروفیسر سید محمد سعید، شعبہ تقابل ادیان و اسلامک کلچر، یونیورسٹی آف سندھ، جام شورہ، ۱۹۹۵ء"، "حضرت مجدد الف ثانیؒ کا دعوتی منہج و اسلوب (مکتوبات کی روشنی میں) از مقالہ نگار: محمد ابو بکر چیمہ، نگرانِ مقالہ: محمد ریاض محمود، شعبہ علوم اسلامیہ، گفٹ یونیورسٹی، گوجرانوالہ، ۲۰۱۱ء"

2۔ شاہ، سید زوار حسین، حضرت مجدد الف ثانیؒ، کراچی: زوار اکیڈمی پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ص ۱۷

3۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص ۱۷/ شمس، ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، لاہور: پروگریسو بکس، ۲۰۱۶ء، ص ۱۲۶۔۱۲۷/ خان، ڈاکٹر افتخار احمد، اثبات النبوۃ کے ادبی محاسن، مشمولہ: ارمغانِ امام ربانیؒ، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: امام ربانی پبلی کیشنز، ۲۰۱۲ء، ج ۳، ص ۸۹

4۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، تحقیق و تخریج: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: پروگریسو بکس، جنوری ۲۰۱۹ء، ص ۱۴۲

5۔ ارمغانِ امام ربانیؒ، ج ۳، ص ۹۲ تا ۹۸/ اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، مقدمہ، ص ۱۰

6۔ اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، مقدمہ: ص ۱۲

7۔ ارمغانِ امام ربانیؒ، ج ۳، ص ۱۰۱ تا ۱۰۸

8۔ اثبات النبوۃ فی تحقیق النبوۃ، ص ۱۸ تا ۲۰

9۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ۱۴۷

10۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، ردِ روافض، مشمولہ: رسائل مجدد الف ثانیؒ، ترتیب: علامہ غلام مصطفی مجددی، لاہور: قادری رضوی کتب خانہ، ۲۰۰۹ء، ص ۱۱۲

11 ۔ رسائل مجدد الف ثانی، ص۱۱۷، حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص ۱۲۱

12 ۔ مصدر سابق، ص۱۱۱

13۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۳۷

14۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۳۷

15۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص ۱۲۶

16 ۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، تحقیق الکلمۃ الطیبہ، تحقیق و تعلیق: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: تصوف فاؤنڈیشن، ۲۰۱۰ء، مقدمہ، ص ۲۰

17 ۔ تحقیق الکلمۃ الطیبہ، ص ۲۰

18 ۔ فاروقی، ابوالحسن زید، مقاماتِ خیر، دہلی: درگاہ حضرت شاہ ابوالخیر، ۱۴۰۹ھ، ص۵۹

19۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۶۷۸

20۔ تحقیق الکلمۃ الطیبہ، مقدمہ، ص۲۳ / خان، ڈاکٹر افتخار احمد، رسالہ تہلیلیہ کے ادبی محاسن، مشمولہ: ارمغانِ امام ربانیؒ، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: امام ربانی پبلی کیشنز، ۲۰۱۶ء، ج۴، ص ۲۱۴

21۔ مصدر سابق، ص۲۵ / ایضاً، ص۲۱۰۔۲۱۱

22۔ ارمغانِ امام ربانی، ج۴، ۲۱۷۔۲۱۸

23۔ تحقیق الکلمۃ الطیبہ، مقدمہ، ص ۲۲

24۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ۱۴۷

25۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، مبداؤمعاد، مترجم: سید زوار حسین شاہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۹۶۸ء، مقدمہ، ص ۵

26۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۱۷

27۔ خان، ڈاکٹر افتخار احمد، مبدأ و معاد کا موضوعاتی جائزہ، مشمولہ: ارمغانِ امام ربانیؒ، ترتیب و تدوین: ڈاکٹر محمد ہمایوں عباس شمس، لاہور: امام ربانی پبلی کیشنز، س۔ن، ج۵، ص ۱۶۵ تا ۱۷۵

28۔ ارمغانِ امام ربانیؒ، ج۵، ص ۱۶۴

29۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۷۷ / حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۱۷۔۱۱۸

۳۰۔ مصدر سابق، ص ۱۵۷ / ایضاً، ص ۱۲۰ / مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، معارفِ لدنیہ، مترجم: سید زوار حسین شاہ، کراچی: ادارہ مجددیہ، ۱۹۶۸ء، مقدمہ، ص ۵

۳۱۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص ۱۲۰

32 مصدر سابق، ص۱۲۰

33۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۵۷

34۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۵۷ / حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۱۷۔۱۱۸

35۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۴۷ / حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۲۳

36۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، شرح رباعیات، مشمولہ: رسائل مجدد الف ثانیؒ، ص۲۰۸

37۔ مجدد الف ثانیؒ، شیخ احمد سرہندی، مکتوباتِ امام ربانی، مترجم: مولانا قاضی عالم الدین نقشبندی، لاہور: شبیر برادرز، ۲۰۰۷ء، ج۱، دفتر اول، مکتوب ۵

38۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۵۷

39۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۲۸

40۔ مجددی، محمد اقبال مجددیؒ، مقاماتِ معصومی، لاہور: ضیاء القرآن پبلی کیشنز، ۲۰۰۴ء، ص۲۵۳ تا ۲۵۶

41۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۷۷ / حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۲۷۔۱۲۸

42۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۷۷

43۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ، ص۱۷۷ / حضرت مجدد الف ثانیؒ کی علمی و دینی خدمات، ص۱۲۹

44۔ مجدد الف ثانی، شیخ احمد سرہندی، چہل حدیث، تحقیق و تخریج: ڈاکٹر ہمایوں عباس، لاہور: تحقیقات، ۲۰۰۸ء، مقدمہ: ص۶ تا ۸